ڈالنا۔ ایک دوسرے کے خلاف نفرت پھیلانا۔

یہ اور اس قسم کی تمام برائیاں جو کسی بھی حکمران اور ذمہ دار (خواہ وہ حکومت وذمہ داری ایک ملک' صوبے' ضلعے' علاقے' شہر' ادارے' یا گھر اور دفتر تک کی حد تک ہی کیوں نہ ہو)

کے قول وفعل' عمل وکردار یا اس کی شہ پر پیدا ہو جائیں تو وہ اس کا ذمہ دار ہوگا اور اس سے اس کے متعلق پوچھا جائے گا۔ اور دوسرا سوال ان سے اپنی رعایا کے متعلق ان کے حقوق کا ہوگا کہ کیا آپ نے بحیثیت حکمران اور ذمہ دار اپنی رعایا اور ماتحت لوگوں کے حقوق ادا کیے تھے یا نہیں؟ اور کیا تم نے اپنی چودھراہٹ' حکمرانی اور اختیارات کا ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے کہیں ان کے جائز حقوق سے محروم تو نہیں رکھا۔ اور کیا تم نے اپنی بالادست حیثیت کی وجہ سے کسی پر ظلم وزیادتی تو نہیں۔ اگر تو حکمران ان دونوں سوالوں کے جواب کے لیے تیار رہیں اور اپنے آپ کو تیار رکھیں تو یقیناً آخرت میں کامیابی کے ساتھ ساتھ دنیا میں بھی امن وسکون سے حکمرانی کریں گے کیونکہ نہ وہ کسی کا حق غصب کریں گے اور نہ ان کے خلاف رائے عامہ ہموار ہوگی لیکن آج ہمارے حکمرانوں کی حالت یہ ہو چکی ہے کہ نہ صرف کہ وہ اپنی رعایا کے حقوق ادا نہیں کرتے بلکہ تمام تر وسائل کو اپنی ذاتی جاگیر یا وراثت سمجھتے ہوئے انہیں اپنی اور اپنے خاندان و دوست احباب کی خاطر مدارت کے لیے ہی صرف کریں اور اپنے ماتحتوں کو وسائل کی کمیابی کا رونا روتے رہیں تو پھر اللہ تعالیٰ آخرت میں جو معاملہ فرمائیں گے وہ تو ہوگا ہی لیکن دنیا میں بھی وہ سکون کے ساتھ حکمرانی نہ کرسکیں گے کبھی زلزلے آئیں گے تو کبھی سیلاب' کبھی قحط سالی ہوگی تو کبھی بدامنی' لیکن اس سے نصیحت تو صرف عقلمند ہی حاصل کریں گے۔ حکمران اگر اہل اور رعایا کے خیر خواہ و ہمدرد اور انصاف پرور ہوں تو وسائل کی کمی کوئی مسئلہ نہیں اور اگر حکمران خود غرض اپنی جیبیں بھرنے' بینک بیلنس اور جائیدادیں بنانے اور صرف اپنے خاندان کو نوازنے اور پالنے والے ہوں اور وسائل کا رخ صرف اپنی اور اپنے خاندان کی عیاشیوں اور خوش حالی کی طرف موڑ دیں تو پھر قحط سالی جیسے عذاب آتے ہیں اس میں ہر اس شخص کے لیے عبرت ہے جو کسی بھی سطح پر اپنی رعایا کے کسی بھی قسم کی ضروریات کا کفیل ہے۔

لیکن آج ہمارے حکمرانوں کی حالت یہ ہو چکی ہے کہ لوگ قحط سے مر رہے ہیں اور ان کی خبریں